سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

اسلام کا پیغام سلامتی وامن
سلام کے آداب وفضائل

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد فعن عمران بن حصين ان رجلاً جاء الى النبي ﷺ فقال السلام عليكم فرد عليه ثم جلس فقال النبي ﷺ عشر ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فرد عليه فجلس فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فرد عليه فجلس فقال ثلثون.(رواه الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین روایت کررہے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ایک شخص آ کر کہا ''السلام علیکم'' آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لئے دس نیکیاں الاٹ کردی گئیں ہیں۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص آیا اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آنحضرت ﷺ نے ردِ سلام فرمایا جب وہ مجلس میں بیٹھ گیا۔ رحمۃ دو عالم ﷺ نے فرمایا اس کے لئے بیس نیکیاں مقرر کردی گئی ہیں۔ اتنے میں تیسرا آدمی آیا اور کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اس کے بیٹھنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کیلئے تیس نیکیاں مختص کردی گئی ہیں۔

محترم دوستو! مالک الملک نے انسان پیدا کرنے کے ساتھ ہی اس کا مقصد تخلیق بھی متعین فرمایا۔ زندگی گزارنے کے طور طریقے بطور ضابطہ بیان کردیئے۔ جسے ہمارے اصطلاح میں دین متین اور شریعت مطہرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی ضابطہ حیات میں ذکر کردہ اللہ ورسول کے ہر امر پر عمل کرنا باعث فوز وفلاح اور اس سے انحراف دنیا وآخرت کے زیاں وبربادی کا پیش خیمہ ہے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے بچے اور جس پر عمل کرنے کا حکم دیا' اس پر عمل کرے' اللہ کے تمام احکامات کی اطاعت اور ان پر صدق دل سے عمل کرنا ہی ''تقویٰ'' کا نام ہے۔ یہ ضابطہ حیات صرف کلمہ شہادت کا اقرار' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ تک محدود نہیں بلکہ اپنے وسعت کے لحاظ سے بہترین اخلاق' صبر شکر' حلم' سخاوت' شجاعت' حیاء' مروت' امانت اور دیانت وغیرہ جیسے اعلیٰ اوصاف بھی اس میں شامل ہیں' دوسرے مسلمان کو اذیت نہ پہونچانا' اس کی حفظ وسلامتی کا ضامن' ضرر اور نقصان سے بچانے کا طلبگار رہنا بھی ایک مسلمان کے کامل

مومن ہونے کی اہم شرط ہے۔

کامل مومن کون ہے: حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ **وعن انس قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لایؤمن عبدحتی یحب لاخیه مایحب لنفسه رواه البخاری ومسلم:**

ترجمہ: حضرت آنحضرت ﷺ سے مروی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اسوقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

قبر میں چراغ: اپنے لئے چاہنے والے اشیاء سے نیکی و بھلائی کے امور واشیاء مراد ہیں۔ جو انسان کی زندگی سنوارنے کا ذریعہ بن سکیں' قبر کے اندھیرے میں رحمت کے چراغ کا کام دیں۔ قیامت کے سخت ترین دن اللہ کے عرش تلے سایہ رحمت میں جگہ ملنے کا ذریعہ بن جائیں' نفسانی اور شیطانی خواہشات' محبت دنیا اور اس سے پیدا ہونے والے فسق و فجور پر مبنی لاتعداد معاصی جو انسان کے ایمان کے خاتمہ کا ذریعہ بن جائیں۔ اگرچہ بظاہر ان کو شیطان خوبصورت بنا کر انسان کی نظروں میں خوشنما بنا دیتا ہے۔ حقیقت میں یہ نجات اور کامرانی کی خواہشات نہیں۔ اس لئے ایسی خواہشات کی طلب دوسرے مسلمان کے لئے نہ کرنا اس کے ساتھ خیر و بھلائی ہے۔

اسلام کا معنی: محترم حاضرین! لفظ اسلام' سلم سے بنا ہے' جس کے معنی صلح' امن اور آشتی کے ہیں۔ اسلام میں جو داخل ہوا وہ ہمیشہ کے لئے مامون ومحفوظ ہوا۔ اسی طرح اور ایمان لانے والے بھی اس کے شر اور ضرر سے محفوظ رہیں گے۔ اسکے ہر قول و فعل میں بھی دوسروں کیلئے صلح و امن کی دعوت و پیغام ہوگا۔ دین اسلام ایک ایسا میوہ دار درخت ہے جس کے دامن میں جو آیا' وہ ہر قسم کی خوبی سے مالا مال ہوا۔ اس کے امن و سلامتی کے نیچے تمام دنیا امن و عافیت کی زندگی گزار سکتی ہے۔ اگر پوری انسانیت کی نجات امن اور صلح کا کوئی مذہب ضامن ہوسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔

صفات عالیہ کا منبع: حدیث میں ذکر وہ لفظ سلام اسلامی تہذیب و معاشرہ کا ایک اہم رکن ہے یہ لفظ اللہ جل جلالہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے انکا مبارک نام بھی ہے۔

میرے ساتھیو! ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ تمام طاقت وصفات عالیہ اور قوت کا منبع اللہ کی ذات بابرکات ہے۔ اس کے سوا غیر اللہ سے خواہ جو بھی ہو اپنے حوائج پورے ہونے کیلئے اس کے سامنے دست سوال پھیلانا شرک کے زمرہ میں آتا ہے۔ ہمیں اپنی ہر ضرورت کے حصول کے لئے اسی مالک کون ومکان کے حضور اپنے دست سوال پھیلاتے ہیں۔ یہی حکمت مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملنے کے وقت ''السلام علیکم'' کہنا اللہ تعالیٰ سے سلامتی وعافیت کا سوال اور دعا کرنا ہے۔ اس جملہ کی تفسیر اکثر علماء نے یہ کی ہے کہ ''تجھ پر سلامتی ہو یعنی تم میرے اور ہر کسی کے ظلم و زیادتی سے محفوظ رہو اور میں بھی ہر قسم کے زیادتی خواہ تمہارے طرف سے ہو یا اور کسی کی جانب سے ہو محفوظ رہوں۔

اقوام عالم کا طریقہ ملاقات: آپ حضرات کے علم میں ہے کہ دنیا کے تمام مہذب اقوام جب آپس میں ملتے ہیں تو اپنے اپنے اصطلاح کے مطابق کوئی ایسا جملہ یا کلمہ کہتے ہیں جس سے ان کا آپس میں محبت اور خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ سب پشتون ہیں جب دو پٹھان آپس میں ملتے ہیں محبت کے اظہار کے لئے "ستڑے مشہ" "پخیر راغلے" "ہر کلہ راشہ" وغیرہ بولتے ہیں، پنجابی، سندھی، بلوچی اپنے اپنے رواج اور لغت کے مطابق خوش آمدید کے جملے مقرر کئے جن کا استعمال کرتے ہیں۔ عیسائی، یہودی ہندو وغیرہ کوئی گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ، جئے رام چندر جی، نمستے اور آداب عرض جیسے جملے استعمال کرتے ہیں جن میں دعا کا شائبہ تک نہیں خیر کا اصول اور نہ شر سے بچنے کی دعا ہے

اسلام کا طریقہ ملاقات: ان کے مقابلہ میں ایسے مواقع پر جس جملہ کو استعمال کرنے پر زور دیا گیا جتنا جامع ہے کہ اس میں صرف محبت کا اظہار کرنا نہیں بلکہ محبت کا جو تقاضا اور حق ہے کہ اللہ تمہیں ہر آفت و بلا سے محفوظ رکھے۔ نیز "حیاک اللہ" کی طرح صرف زندہ رہنے کی آرزو نہیں بلکہ حیات مبارکہ کی بھی طلب ہے اس جملہ طیبہ میں یہ بھی موجود ہے کہ میں اور تم سب مالک الملک کے محتاج ہیں۔ عیسائیوں کا گڈ مارننگ بظاہر دعا معلوم ہوتا ہے یا رات تمہاری اچھی رہے مگر یہ دعا محدود ہے کیونکہ یہ ذکر نہیں کہ تمہاری دوپہر کیسے گزرے۔ اسی طرح رات تمہارے اچھی گزرے میں یہ نہیں کہ تمہاری صبح کیسے گزرے۔ جبکہ مسلمان کے سلام میں وقت و زمان کی قید نہیں بلکہ ہر وقت تم سلامتی میں رہو۔

سلام باعث افتخار: محترم حاضرین! ہم غیر مسلموں کے تہذیب و غیر اسلامی تمدن سے متاثر ہو کر ان کے بے کار رسم و رواج کو اپنے لئے عظمت و وقار کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہمارا ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، غمی و شادی وغیرہ ہے وہ بھی ہم بنیاد پرستی کا طعنہ دینے والوں کے طریقوں پر کرنا اپنے لئے شرم کی بجائے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کا شرعی طریقہ جس میں بے شمار اللہ کی حکمتیں اور اجور پنہاں ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں بتلا کر اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے، جو شعائر اسلام سے بھی ہے۔

تحیۃ کا معنی و مفہوم: احکم الحاکمین کا فرمان ہے" واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها ان الله كان على كل شئى حسيباً (ترجمہ) اور جب تم کو کوئی دعا دیوے تو تم بھی اس سے بہتر دعا دے دو یا (جواب میں) وہی کہو (جو اس نے کہا ہے) بیشک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر بقول فقیہ العصر مفسر قرآن مفتی اعظم برصغیر پاک و ہند حضرت مولانا محمد شفیع برد اللہ مضجعہ تحیہ کا لفظی معنی کسی کو "حیاک اللہ" کہنا ہے کہ اللہ تم کو زندہ رکھے۔ اسلام سے قبل عرب ملاقات کے وقت اس جملہ کو استعمال کرتے اسلام نے تحیہ کے اس انداز کو بدل کر "السلام علیکم" کہنے کی تلقین کی۔ اس جملہ کو آپس میں استعمال کرنے کے کئی دینوی واخروی فوائد کے ساتھ ساتھ ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ سلام کرنے والا یہ اقرار کرتا ہے کہ میں اور جس کو سلام کیا جاتا ہے دونوں رب العالمین کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے کو نفع اس کے قدرت اور اجازت کے بغیر نہیں پہونچا سکتے۔ اس نکتہ

کے اعتبار سے یہ سلام عبادت بھی ہے۔ اور جب تم نے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے اللہ کا نام یعنی سلام ذکر کر دیا۔ تو تمہارا یاد کرانا اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی یاد دلانے کا ذریعہ بن کر وہ بھی ذکر اللہ کرنے والوں میں شامل ہوا۔

نیز اس جملہ کہنے میں اپنے مسلمان بھائی سے یہ وعدہ کہ تمہاری جان مال عزت وآبرو میرے ضرر سے محفوظ ہیں۔

سلام کی حقیقت: ابن غزالی نے امام ابن عیینہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اتدری ما السلام یقول انت آمن منی

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو کہ سلام کیا چیز ہے' سلام کرنے والا یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے مامون ومحفوظ ہو' یعنی نہ میں تیرے مال' اولاد' ذات میں کوئی خیانت کروں اور نہ تمہاری یا اس مجلس کی ایسی رازوں یا باتوں کا افشاء کروں' جن کا مذہب و شریعت سے ٹکراؤ نہ ہو۔ ہماری غفلت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم اس جملہ کا استعمال تو کرتے ہیں مگر صرف سرسری' زبانی اور کلامی۔ ورنہ اگر مسلمان اس ''السلام علیک'' کی تہہ میں جو مقاصد اور فوائد ودیعت فرمائیں ہیں ان کو جان کر ان پر عمل پیرا ہوتے تو پوری ملت آج جس افراتفری' حقوق العباد میں لاپرواہی ایک دوسرے کے قتل وقتال اور لاتعداد کبیرہ گناہوں سے نکل کر ایک صالح با کردار' اسلام کے حقیقی نمونے اور خاتم النبیینﷺ کے باعمل امتی کی حیثیت سے ہمارا نام زندہ وتابندہ رہتا اور یہ کیوں نہ ہوتا جبکہ بظاہر اس مختصر جملہ میں عالمگیر جامعیت بھی ہے' اس میں اللہ کی یاد بھی ہے' تذکیر بھی ہے' اپنے مسلم بھائی سے محبت وتعلق کا اظہار بھی ہے' اعلیٰ ترین دعا بھی ہے اور وہ معاہدہ بھی ہے جو آنحضرت ﷺ نے ایک مسلمان کی شناخت اور کامل ایمان کے طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ'' مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ ہو کسی کو نقصان نہ پہونچے۔

جیسا پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سلام کرنے والا وعدہ کرتا ہے کہ میرے جوارح' اعضاء سے تمہارے تمام اشیاء کو کوئی گزند نہیں پہونچے گی۔

سلام کی ابتداء: محترم سامعین! اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں سلام کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ غرض اس سے یہی تھی کہ اس جملہ کے ذریعہ کافر اور مسلمان کا فرق واضح ہو۔ تاکہ سلام کرنے والا دوسرے کو اطلاع دے۔ الحمدللہ سلام کا یہ تحیۃ اور ہدیہ دوسرے مسلمان کے سامنے اسلامی دنیا میں اب بھی جاری اور انشاء اللہ تا قیامت یہ ذکر اور سلامتی کا ورد رائج رہے گا۔ چنانچہ اس مبارک جملہ کی اہمیت وفضیلت اور اس پر ملنے والے ثواب کے پیش نظر جب حضرت آدمؑ کو اللہ نے پیدا فرمایا' حکم دیا کہ جاؤ فرشتوں کی جماعت پر سلام کہدو۔ ارشاد نبویؐ ہے: عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا فلما خلقہ قال اذھب فَسَلِم علی اولئک النفر دھم نفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیوک فانھا تحیتک علیکم الخ رواہ بخاری ومسلم

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سے حضرت ابوہریرہؓ روایت کر رہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا' اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی

صورت پر بنایا۔ ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی جب اللہ نے ان کو بنایا تو ان سے فرمایا جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو وہ جماعت فرشتوں کی تھی جو وہاں بیٹھی تھی۔ پھر سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتی ہے۔ (اور وہ جماعت جو جواب دے گی) وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام رب العالمین کے اس حکم کی اطاعت مین فرشتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ''السلام علیکم'' اس حدیث کے بعض جملے جیسے اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اور ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی متشابھات میں سے ہے اس میں نکات اور بحث علماء اور دینی علوم حاصل کرنے والوں کا کام ہے۔ آپ کے سامنے اس مبارک حدیث کے ذکر سے غرض دین میں سلام کی اہمیت بیان کرنا ہے جو کہ آپ حضرات کے لئے کافی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب دو مسلمان ملیں تو جواب سلام پہلے آدمی کے سلام کے بعد واقع ہو۔ البتہ اگر دونوں ایک ساتھ السلام علیکم کہیں تو ہر ایک پر جواب سلام دینا لازم ہوگا۔

قرآن میں ذکر سلام: قرآن کریم میں کئی مقامات پر مالک الملک نے انبیاء کا اپنے آنے والوں پر اور رب العالمین کا اپنے جنتی بندوں پر سلام کرنے کا ذکر فرمایا: ارشاد ربانی ہے:

وَ لَقَدْ جَآءَ تْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰم (سورۃ ھود)

ابراہیمؑ کے پاس جب اللہ کے فرشتے خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے سلام کیا (حضرت ابراہیمؑ) نے جواباً السلام علیکم کہا جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے (اللہ ہم سب کو جنت میں داخل فرمادیں) سب سے بڑا اکرام حق اللہ کی طرف سے ''سلام قولاً من رب العالمین'' گویا آدم علیہ السلام سے لے کر تا وقوع قیامت جنت میں داخل ہونے والوں پر رب کی رضا سلام کی صورت میں حاصل ہوگی۔

سلام کس پر ہو: اہل سلام کے بہترین خصائل وآداب میں امام الانبیاء نے سلام کو شامل فرمایا:

عن عبداللہ بن عمر ان رجلاً سأل رسول اللہ ﷺ ای الاسلام خیر قال ان تطعم الطعام وتقرئ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضور ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اہل اسلام کی کونسی عادت بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ (مہمان وضرورت مند کو) کھانا کھلانا اور ہر جاننے والے اور نہ جاننے والے کو سلام کرنا ہمارے آقا اور نبی ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ جس سے سامنا ہو اور یقین ہو کہ مسلمان ہے' اس پر سلام کہو ہماری انا اور کج فہمی کی حالت یہ ہے کہ جب تک ہمارا کوئی شناسا نہ ہو اسے سلام کرنا بھی اپنا توہین سمجھتے ہیں' جبکہ شمال' جنوب اور مشرق ومغرب کے تمام مسلمان حضورؐ کے ارشاد مبارک ''انما المومنون اخوۃ''

دنیا کے تمام مسلمان آپس میں دینی رشتے سے منسلک ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ہیں۔ اس سے بڑھ کر شناسائی کا

کون سا رشتہ ہے اس تکبر کی وجہ سے سلام پر جو اجر مرتب ہوتے اس سے محرومی مقدر ہو جاتی ہے۔ جبکہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کا تعلق شناسائی سے نہیں بلکہ ان حقوق سے ہے جو شریعت نے اسلام کی حیثیت سے ایک دوسرے پر عائد کئے ہیں۔ خطبہ کی ابتداء میں مذکورہ حدیث سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بڑھانے کی وجہ سے نیکیاں بیس اور اس سے بڑھ کر چالیس تک پہونچ جاتی ہیں۔ اللہ تو ہمارے بخشنے کے لئے بہانہ چاہتے ہیں۔ قیمت نہ مانگتے ہیں اور نہ ہم میں ادا کرنے کی قوت' استطاعت ہے۔

مغفرۃ را بہانہ ے طلبد　　　مغفرۃ را بہانہ ے طلبد

مسلمان کی شناخت: محترم سامعین! سلام جو سے ایک مسلمان کی شناخت اور بے پناہ فضائل حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اس کے ترویج اور پھیلانے کے لئے صحابہ نے عملی نمونے پیش کئے۔

حضرت طفیل ابن ابی روایت کر رہے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آ کر صبح کے وقت ان کے ساتھ بازار جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابن عمرؓ جس دکاندار سے گزرتے جس مسکین اور جس شخص کے پاس سے گزرتے سلام کرتے۔ ابو طفیل کہتے ہیں کہ حسب معمول دوسرے دن ابن عمر کے پاس آیا' وہ مجھے دوبارہ بازار لے جانے لگے۔ میں نے اس سے بازار جانے کی وجہ پوچھی کہ آپ بازار میں کیا کریں گے۔ آپ نہ تو خرید وفروخت کی جگہ رُکتے ہیں اور نہ کسی بیچنے والی چیز کی قیمت کا پوچھتے ہیں۔ نہ خریداری کرتے ہیں اور نہ بازار کے کسی مجلس میں شرکت کرتے ہیں۔ بازار جانے سے بہتر یہی ہے کہ یہاں بیٹھ کر آپس میں بات چیت کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب میں حضرت طفیلؓ سے فرمایا ''اے بڑے پیٹ والے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم خرید وفروخت یا اور مقصد کے لئے بازار جایا کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہم صرف ہر ملنے والے شخص پر سلام کرنے کیلئے بازار چلتے ہیں ان کا اس روزانہ بازار کا چکر لگانا صرف حضورؐ کے اس حکم کہ افشوا السلام کا پھیلانا اور خود اور دوسروں کو اس جملہ پر مرتب ہونے والے اجر کی طرف متوجہ کرنا تھا

جنت میں داخلے کا سبب: معزز ساتھیو! سرور کونین ﷺ نے جنت میں داخل ہونے کے لئے جن تین امور کا ذکر فرمایا اس کی ابتداء سلام سے کی ہے۔ **عن عبداللہ بن سلام قال لما قدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ انجفل الناس الیہ وقیل قدم رسول اللہ ﷺ فجئت فی الناس لانظر الیہ فلما استبنت وجہ رسول اللہ عرفت ان وجہ لیس بوجہ کذاب فکان اول شئی تکلم بہ ان قال یاایھا الناس افشو السلام واطعموا الطعام وصلوبا اللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام (ابن ماجہ باب ماجیء فی قیام اللیل)** ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام عرض کر رہے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ تیزی اور جلدی سے آپ کی طرف آنے لگ گئے۔ مدینہ میں مشہور ہوا کہ آپ ﷺ تشریف لائے ہیں' میں بھی

اورلوگوں کیساتھ آنحضرت ﷺ کے دیکھنے کیلئے حاضر ہوا جب میں نے آپ کا چہرہ اقدس دیکھا میں سمجھ گیا کہ یقیناً یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں ہوسکتا۔ (اسوقت) جو سب سے پہلی بات آپ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سور ہے ہوں۔ اگر ان امور پر عمل کرو گے تو جنت میں داخلہ کے حقدار بن جاؤ گے

جنت میں رسول کا وعدہ کسی معمولی فرد کا نہیں بلکہ رب دو جہان کے محبوب ترین شخصیت اور نبی آخر الزمان کا ہے۔سلام کرنے میں یہ انتظار نہ ہو کہ پہلے دوسرا سلام کرے پھر میں جواب دوں بلکہ فاستبقوا الخیرات کے مطابق کوشش کی جائے کہ سلام میں سبقت کی جائے۔

تکبر سے براءت: دوسرے کے سلام کے انتظار میں تکبر کا شائبہ موجود رہتا ہے۔جبکہ ازالہ کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **وعن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ قال البادی بالسلام بری من الکبر(رواہ البیہقی)** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔یعنی سلام کرنے والا اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے کہ اللہ نے اسے غروراور تکبر سے نجات دی ہے۔

جیسے کہ میں بھی عرض کر چکا ہوں اگر ہم اس کو بطور رسم ورواج ادا نہ کرتے تکبر جو اکثر کبائر گناہوں کی جڑ ہے بلکہ ساری امت مسلمہ نہ صرف بے پناہ گناہوں سے محفوظ رہتی بلکہ پوری امت کی دینوی عروج واصلاح اتحاد و یک جہتی اور دشمن کے مقابلہ میں یک جان ہوجانے کے لئے کافی ہوتا۔

سب سے زیادہ بخل: آقائے نامدار ﷺ نے ایک طویل روایت میں سلام نہ کرنے والے کو بخیل' کنجوسی کرنے والا قرار دیا ہے۔ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کو شکایت کی کہ فلاں شخص میرے کھجور کے باغ میں اپنا ایک درخت لگایا ہے جس کے آمدورفت سے مجھے اذیت ہوتی ہے۔حضور ﷺ نے اس شخص کو بلا کر فرمایا کہ اپنا درخت مجھے فروخت کردو۔ اس کے انکار پر فرمایا مجھے ہبہ کردو پھر بھی انکار کردیا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس درخت کو تم مجھ پر ایسے درخت کے عوض فروخت کردو جو تمہیں جنت میں ملے گا۔وہ پھر بھی اس جنتی سودا پر آمادہ نہ ہوا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا **ما رأیت الذی ھو ابخل منک الا الذی یبخل باالسلام** " میں نے تم سے بڑا بخیل کسی کو نہیں دیکھا ماسوائے اس شخص کے جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔ "

مطلب یہ کہ سلام میں سستی کرنے والا تم سے بھی بڑا کنجوس ہے۔

محترم حاضرین۔سلام کے فضائل اور اجور سے احادیث کتب بھری پڑی ہیں۔وقت کی طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کر کے سلام کے بعض مسائل ان شاء اللہ کسی دوسرے مجلس میں عرض کروں گا۔رب العزت مجھے اور آپ سب کو شعائر اللہ کے احترام اور عمل کرنے کی توفیق نصیب فرماویں۔امین۔